سید عبدالحلیم اثر افغانی

شیخ الو شوریانی

پشتونخوا یعنی پشتو کی سرزمین میں سادات کرام کے جو خاندان آباد ہیں انھیں "سادات افاغنہ" کے مخصوص نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاندان سادات کے جن مشاہیر نے "پشتونخوا" میں پشتون اور افغان نسل کی خواتین سے نکاح کیے ان سے ان کے ہاں جو اولاد پیدا ہوئی، ننھیال ہی میں زیر پرورش رہی، اور اپنے ماموں زاد بھائیوں کے ساتھ جائیداد میں مساوی حصہ دار ہوئی۔ اور وہیں آباد ہوگئی۔ یہ لوگ اگر باپ کی طرف سے سید تھے تو والدہ کی طرف سے پشتون اور افغان بھی تھے۔ چنانچہ بعد میں سید باپ اور افغان والدہ کی اولاد سادات افاغنہ کے نام سے منسوب ہوئی۔

پشتونخوا میں سادات افاغنہ کے متعدد خاندان آباد ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اب ایک بڑی برادری کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ تاریخ مخزن افغانی، تاریخ مرصع، صولت افغانی اور تاریخ خورشید جہاں میں سادات افاغنہ کے نو بڑے قبیلے شمار کیے گئے ہیں، جن میں سے ایک بختیاری سادات کا خاندان ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ کا نام سید ابوسعید ابن سید اسحاق اوشی ہے۔ ابوسعید کی والدہ ماجدہ کا نام "سنجرہ" تھا۔ جو شیرانی قبیلے سے تھیں۔ ابوسعید جب بڑے ہوئے تو بختیار کے لقب سے یاد کیے گئے۔ ان ابوسعید بختیار کے والد سید تھے اور والدہ شیرانی افغانی تھیں۔ اس وجہ سے سید ابوسعید بختیار کی اولاد "بختیاری سادات" مخصوص عرفی نام "سادات افاغنہ" سے یاد کیے گئے۔

سید ابوسعید بختیار کے پانچ فرزند تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عطاء اللہ تھا۔ پشتون قوم کا ایک مخصوص تاریخی مزاج ہے۔ اور وہ یہ کہ اس قوم کے لوگ اسما اور القاب میں تصرف کر لیتے ہیں۔ عربی زبان کا ایک نام ہوگا۔ اس کا تلفظ پشتو زبان میں یوں کرتے ہیں کہ عربی

حروفِ تہجّی کو پشتو حروفِ تہجی سے بدل لیتے ہیں - اور اس میں بھی ترمیم اور ترخیم سے کام لے لیتے ہیں - سید ابوسعید بختیار کے فرزند کا نام عطاء اللہ تھا - اسے مخفف شکل میں عطا پڑھا گیا۔ پشتو زبان میں حرف ع کی آواز نہیں ہے - لفظ عبداللہ کو اپنے ٹھیٹ پشتو لہجہ میں یوں پڑھتے ہیں " اَوْدُلا " - چنانچہ عطا کا تلفظ "اتا" کیا گیا - پھر پشتو کے دو علاقائی لہجے ہیں شمالی اور جنوبی یہ لفظ جو شمالی لہجہ میں " اتا " پڑھا گیا تھا جنوبی لہجہ میں اتو پڑھا گیا - وجہ یہ کہ سید ابوسعید بختیار شیرانی علاقے میں آباد تھے اور شیرانی علاقہ پشتو زبان کے جنوبی لہجہ کا علاقہ ہے۔

خان محمد افضل خان ولد خان محمد اشرف خاں ہجری ولد خان علیین مکان خوشحال خان خٹک اپنی تالیف " تاریخ مرصع " (قلمی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور) صفحہ ۵۶۴ میں تحریر فرماتے ہیں (پشتو سے ترجمہ) :

" اتو وہی عطاء اللہ ہے ، جس نے قبیلہ "شیرانی" میں اتو کے نام سے شہرت پائی ہے -"

ان سید خواجہ عطاء اللہ المعروف بہ اتو کا نام پشتو مؤرخین کی کتابوں میں یوں لکھا گیا ہے :

" شیخ اتو شوریانی ، خویشکی ، غورغشتی "

اور ان کی نسل کے لوگ اتوزی ، اتو خیل ، اٹو خیل کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں - جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے ، چونکہ سید عطاء اللہ المعروف بہ اتو کے والد ماجد سید ابوسعید بختیار کی والدہ ماجدہ شیرانی قوم سے تھیں - اس لیے آپ کے نام اتو کے ساتھ نسبتی نام شوریانی لکھا جاتا ہے - اس اتوزی ، شوریانی نسل کے " سادات افاغنہ " پنجاب کے شہر قصور میں جاکر آباد ہو گئے تھے - ان میں بڑے بڑے بزرگ گذرے ہیں اور ان کے ناموں کے ساتھ اتوزی لکھا جاتا ہے - لیکن پنجاب کے لوگ جو لفظ اتو کی حقیقت سے بے خبر تھے - اور انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ نام جس کا تلفظ پشتون قوم کے لوگ اتو کیا کرتے ہیں ، درحقیقت عطاء اللہ کی مخفف شکل ہے - نتیجہ یہ نکلا کہ پنجاب کے مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے یہ نام یوں لکھا

شیخ دِتّو ابن شورہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں پنجاب میں ہندوؤں کی تہذیب اور ثقافت کے اثرات باقی تھے - دتّہ مل اور اللہ دتا کی قسم کے نام استعمال کیے جاتے تھے یہ بھی اللہ دتا ، اللہ دتّو کی قسم کا نام

سمجھا گیا۔ صحیح نام اتو کو غلط شکل میں دتُو بنا دیا گیا اور مفت میں تاریخی مشکلات پیدا کرنے کا سامان پیدا کر دیا گیا۔

یہ غلطی سب سے پہلے مرحوم مفتی غلام سرور لاہوری نے کی تھی۔ آپ نے اپنی تالیف خزینۃ الاصفیا درزمانہ تالیف ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۲ء زمانہ طباعت ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء مطبوعہ نولکشور پریس کانپور صفحہ ۵۳ ج جلدا) میں لکھا ہے:

شیخ دتّو الملقب بہ پیرکبار ابن شورہ بن خویشگی جو قوم سے افغان تھے۔ اور قوم شوریانی اور خویشگی جو ایک فرقہ ہے۔ فقرائے اہل حیثیت سے، آپ کی اولاد میں سے ہے۔ اور شورہ افغان کے تین لڑکے تھے (۱) پیرکبار شیخ دتو (۲) حسین خویشگی (۳) خلف خویشگی (فارسی سے ترجمہ)۔

جہاں تک تاریخی حقائق کا تعلق ہے، مفتی غلام سرور کے اس بیان کا ایک ایک لفظ غلط ہے (۱) جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے، پیرکبار کا اصلی نام عطاء اللہ اور عرفی نام اتو ہے۔ دتو نہیں ہے۔ (۲) ان کے والد کا نام شورہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ ذکر کیا گیا ان کے والد کا نام سید ابی سعید الملقب بہ بختیار ابن سید اسحاق اوشی ہے۔ پھر یہ کہ شورہ پشتون قوم کے انساب کے شجروں میں کوئی نام نہیں ہے۔ دراصل شورہ جنوبی وزیرستان کے ایک علاقہ کا نام ہے، جس کا صحیح قدیم تاریخی تلفظ شَرُہ ہے۔ عبرانی زبان میں شَرُء چرُ کے معنی ہیں چوتھا، چہارم۔ اس لفظ شَرُء چرُ کا ہندی، کھی اڑیا اور پراچی زبانوں کا تلفظ چار ہے۔ ۲۸۰۰ ق-م کی تقسیم کے مطابق سامی نسل کی قوموں کے مقبوضہ علاقوں میں یہ چوتھا صوبہ تھا۔ لفظ سوریا۔ سیریا اسی سے نکلے ہیں۔ یہ ایک الگ تاریخی بحث ہے، جو اس وقت ہمارے موضوع سے باہر ہے۔ موجودہ شوریانی، شیرانی نسل کے لوگ جب شورہ کے مقام (جنوبی وزیرستان) میں آباد تھے تو شوریانی کہلائے۔ اور اسی قوم کے لوگ آج کل سلسلۂ کوہ سلیمان میں جنوبی وزیرستان اور فورٹ سنڈیمن کے درمیانی حصہ میں آباد ہیں۔ اس کا نام "علاقۂ شیرانی" ہے۔ شیرانی، شوریانی جغرافیائی اور نسلی دونوں طرح کا نسبتی نام ہے

لیکن درحقیقت یہ جغرافیائی نام ہے۔ شوریانی اور شیرانی وہ ہے جو بحالت موجودہ شیرانی نام کے قبیلہ یا شیرانی نام کے علاقہ کا رہنے والا ہو۔ بہرحال شیرانی، شوریانی۔ شورہ۔ شَرُہ کسی فرد کا نام نہیں ہے (۳) شورہ کے باپ کا نام خویشگی

نہیں ہے۔ خویشگی کسی انسان کا نام ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ایک ثقافتی اور اصطلاحی نام ہے۔ پشتو زبان میں لفظ خویشگی، خویشگی کے معنی ہیں خویش۔ رشتہ دار۔ قرابتدار۔ یہ لفظ خویشگی ان سادات کرام کے ناموں کے ساتھ لکھا جاتا ہے، جو باپ کی طرف سے تو سید ہوں۔ مگر والدہ ماجدہ کی طرف سے پشتون اور افغان قوم کے (خویش = خویشگی = رشتہ دار۔ قرابتدار) ہوں۔

حضرت خواجہ شیخ اتو کے نام کے ساتھ شوریانی اس لیے لکھا جاتا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ آپ خاندان سادات افاغنہ میں سے خصوصیت کے ساتھ شیرانی افغان قوم کے ساتھ ایک "وصلی شاخ" کے طور سے شامل ہیں۔ لیکن چونکہ اتوزی کے ساتھ لفظ شوریانی لکھنے سے یہ شک پیدا ہو سکتا تھا کہ کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ اتوزی نسلاً شیرانی ہیں۔ اس لیے لفظ خویشگی کا اضافہ کیا گیا۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اتوزی اصلاً اور نسلاً شوریانی نہیں ہیں۔ بلکہ شوریانیوں، شیرانیوں کے خویشگی یعنی خویش اور قرابتدار ہیں اور وہ اس طرح کہ اتوزی لوگوں کی والدہ شیرانی قوم سے ہیں۔

ہماری اس وضاحت سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ مفتی غلام سرور مرحوم نے اتوابن شورہ ابن خویشگی جو لکھا ہے۔ وہ ایک فاش تاریخی غلطی اور بختیاری سادات کی تاریخ سے شدید بے خبری پر مبنی ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم (۱۸۶۳ء) سے ۹۵ سال بعد ۱۹۵۸ء میں شیخ المشائخ زبدۃ خواجہ عطاء اللہ المعروف بہ اتو کا نام نامی ایک دفعہ پھر غلط شکل میں "شیخ دتّو" لکھا گیا ہے۔ یہ دوسری غلطی ایک بہت بڑے فاضل شیخ محمد اکرام مؤلف کتاب "رود کوثر" سے ہوئی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں: "قصور کے افغان مشائخ کے مورث اعلیٰ پیر کبار شیخ دتّو تھے۔" (رود کوثر طبع فیروز سنز لاہور ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۰۹)۔ شاغلی شیخ محمد اکرام (صدر ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور) نے شیخ عبدالقادر خویشگی کی تالیف "اخبار الاولیاء عن لسان الاصفیاء" کا حوالہ دیا ہے۔ حیرت ہے کہ قصور شہر کے اتوزی خاندان کے ایک بزرگ کی کتاب میں اگر یہ نام اتوزی لکھا گیا تھا، اسے دتّو کیسے پڑھا گیا ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم اور شاغلی شیخ محمد اکرام کے بعد تیسری غلطی ایک نامور مؤلف اعجاز الحق قدوسی سے سرزد ہوئی ہے۔ آپ کی ایک تالیف "صوفیائے سرحد" مرکزی انجمن ترقی اردو بورڈ پاکستان کے اہتمام سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں سب سے پہلے جس بزرگ کا نام آیا ہے وہ یوں لکھا گیا ہے "شیخ دتو"۔

شاغلی اعجاز الحق قدوسی اچھے محقق ہیں۔ تاریخی تحقیق کا طریقہ بھی جانتے ہیں۔ تاہم یہ کہنا پڑتا ہے کہ موصوف نے اس جلیل القدر بزرگ اور خاندان سادات کے نامور فرد کے حالات کے سلسلہ میں تحقیق کا حق ادا نہیں کیا ہے۔ موصوف نے اپنی اس تالیف کے لیے مواد حاصل کرنے کے سلسلہ میں صوبہ سرحد کا دورہ بھی کیا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے آپ کی ملاقات ایسے صاحب علم اور خصوصاً افغان قوم اور سادات افاغنہ کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے اصحاب سے نہیں ہوئی جو انھیں اس قسم کے تاریخی التباسات کی حقیقت سے آگاہ کر سکتے۔ اور آپ کو بتلاتے کہ افغان مشاہیر اولیاء اللہ کے حالات کے لیے خزینۃ الاصفیاء کی نوعیت کی کتابوں کی بجائے کم از کم "تاریخ مرصع" پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اور اس سلسلے میں افغان مؤرخین کی کتابوں سے استفادہ کیا جانا چاہیے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب یہ اعتراف کیا جاتا ہے کہ حضرت شیخ کبار قومیت کے لحاظ سے افغان تھے۔ اور یہ کہ قصور کے افغان مشائخ کے مورث اعلیٰ تھے۔ تو کیا ایسی صورت میں یہ ضروری نہیں تھا کہ شیخ بزرگوار کے تذکرہ کے لیے افغان مورخین کی کتابیں بھی مطالعہ کی جاتیں۔ اس سلسلہ میں ذیل میں چند ایک افغان مؤرخین کے حوالے درج کیے جاتے ہیں۔

تاریخ خورشید جہاں

سید شیر محمد گنڈہ پوری اپنی تالیف خورشید جہاں (طبع ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء مطبع اسلامیہ لاہور، صفحہ ۲۷۵ میں "شیخ اتو" کی اولاد کو اتوخیل کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔ صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں:

"حضرت خواجہ قطب الدین بختیاری کاکی علیہ الرحمۃ جو بختیاری سادات کی ذیلی شاخ اتوخیل کے نامور بزرگ تھے، حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کی خدمت میں پہنچے تھے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔"

تاریخ صولت افغانی

"تاریخ صولت افغانی" تالیف زردادخان ناغر، غورغشتی۔ ساکن ریاست کرولی (بھارت) طبع نولکشور پریس کانپور ۱۸۷۶ء صفحہ ۵۲۶ میں یہ نام اتو درج ہے۔

اگر اس جلیل القدر بزرگ اور "سادات افاغنہ" کے خاندان کے نامور ترین سید خواجہ شیخ اتو کے حالات کے سلسلہ میں افغانی مؤرخین اور علمائے انساب کی کتابیں ملاحظہ کی جاتیں تو موجودہ دور کے دونوں فاضل شیخ محمد اکرام اور اعجاز الحق قدوسی اس قدر فاش غلطیوں سے محفوظ رہتے۔ ہمیں افسوس ہے

کہ ایک جلیل القدر اور صحیح النسب حسینی سید جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ جیسے جلیل القدر بزرگ کے جد امجد ہیں، ان کا شجرہ مسخ شدہ صورت میں یوں لکھا گیا ہے، شیخ دتو ابن شورہ ابن خویشکی۔ اور اس طرح ایک معروف النسب حسینی سید کو مجہول النسب شورہ بنا دیا گیا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء کا حوالہ اوپر درج کیا گیا ہے، اس میں شورہ (شیرانی) کے تین فرزند بیان کیے گئے ہیں دتو۔ حسین۔ خلف۔ اب اس شورہ سے اگر مراد شوریانی۔ شیرانی ہے تو جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں، شوریانی۔ شیرانی ایک جغرافیائی نام ہے۔ اس نام سے جن قبائل کے مجموعہ کو یاد کیا جاتا ہے، وہ یہ ہیں (۱) جار (۲) دوم (مرادف اردو لفظ دوسرا) (۳) حلوانی (۴) ہری پال۔ اور اگر شورہ سے مراد وہ شخص ہیں جو شیخ دتو (شیخ اتو) کے حقیقی معنوں میں والد ماجد ہیں۔ اور ہماری وضاحت کے مطابق ان کا نام سید ابو سعید الملقب بہ بختیار ہے تو اس ابو سعید بختیار کے پانچ لڑکے تھے جن کے نام مذکورہ افغان مؤرخین کے شجرہ ہائے انساب میں یوں درج ہیں: اتو۔ اکو۔ کرنی۔ پیری۔ توری۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ شیخ دتو (شیخ اتو) چاہے وہ شورہ کے صاحبزادے قرار دیے جائیں یا شیخ سید ابی سعید بختیار کے۔ ان کے بھائیوں میں سے حسین اور خلف کے نام کے کوئی بھائی نہیں ہیں۔

حضرت خواجہ سید عطاء اللہ المعروف بہ شیخ اتو بختیاری کے فرزندوں کے نام یہ ہیں، ثناء اللہ جعفر، محمد، شہاب الدین، ابراہیم، عیسیٰ۔ جن کی نسل کے لوگ علی الترتیب ثنو خیل۔ جیوزی۔ جعفری محمد زی۔ شہابن زی۔ ابراہیم زی۔ عشوزی، اشوزی کے ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اور یہ افغانستان بلوچستان اور برصغیر پاک و ہند کے دوسرے حصوں میں آباد ہیں۔

مسلمانوں کے عقائد و افکار: از علامہ ابوالحسن اشعری۔ ترجمہ مولانا محمد حنیف ندوی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر عالم علامہ ابوالحسن اشعری کے شاہکار "مقالات الاسلامیین" کا ترجمہ ہے۔ اس میں علامہ نے چوتھی صدی ہجری کے اوائل کے تمام عقائد و افکار کو بغیر کسی تعصب کے بیان کر دیا ہے جو صدیوں ہمارے ہاں فکری و کلامی مناظروں کا محور بنے رہے۔ اس کے مطالعے سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے نفسیات، اخلاق اور مادہ و روح کے بارے میں کن کن علمی جواہر پاروں کی تخلیق کی ہے، وہاں یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آ جائے گی کہ ماضی میں فکر و نظر کی کجی نے کن کن گمراہیوں کو جنم دیا ہے اور ان گمراہیوں کے مقابلے میں اسلام نے کس معجزانہ انداز سے اپنے وجود کو برقرار رکھا ہے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور قیمت ۹ روپے